بیت العدل اعظم

28 دسمبر 2010

برّ اعظمی ہیئت ہائے مشاورین کی کانفرنس کے نام

عزیز دوستو!

1۔ اس وقت سے اب تک پندرہ برس گزر چکے ہیں جب ہم نے اسی طرح کے ایک موقع پر ارض اقدس میں مجتمع مشاورین کی ہیئت کو اس بارے میں پہلا اشارہ دیا تھا کہ اگر بہائی جامعہ نے اپنی توسیع و تحکیم کے دوہرے عمل کی رفتار بڑھانی ہے تو اسے کونسا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ ایک راستہ جسے اس کے جمع شدہ تجربے نے اس کے اعتماد کے ساتھ آگے بڑھنے کے لئے ہموار کیا تھا۔ ایک دہائی اور اس کے آدھے کے مختصر دورانیہ میں جو فاصلہ طے کیا گیا ہے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کامیابیوں کا رکارڈ بذاتِ خود اپنا گواہ ہے۔ آج ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ بہائی دنیا جس عظیم مہم (great enterprise) کو شروع کئے ہوئے ہے اس کے اگلے مرحلے پر غور وخوص شروع کریں یعنی وہ مرحلہ جو رضوان 2011 سے رضوان 2016 تک پھیلا ہوگا اور جو اُن دو پانچ سالہ منصوبوں میں سے پہلا ہوگا جن کا اختتام امراللہ کے عصرِ تکوین کی پہلی صدی کے آغاز کی صد سالہ تقریب پر ہوگا۔ آپ سے تقاضہ ہے کہ آنے والے دنوں میں اس بارے میں ایک واضح تصور تیار کریں کہ مشاورین اور ان کے معاونین جامعہ کی کس طرح مدد کریں گے کہ وہ اپنی غیر معمولی کامیابیوں پر تعمیر جاری رکھیں یعنی اپنے کاموں کے دوسرے میدانوں میں بھی سیکھنے کے اس انداز کو اپنائیں جو اس قدر نا قابلِ تردید حد تک اس جامعہ کی تبلیغی کوششوں کا خاصہ بن چکا ہے، جو آلات اور طریقۂ کار اس نے اتنی جفاکشی سے تیار کئے ہیں اسے ہم آہنگی (coherence) کے ایک اعلیٰ تر درجہ کے ساتھ لاگو کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کریں، اور ایسے لوگوں کی صفوں میں پہلے کی تمام عددوں سے بڑھ کر اضافہ کریں، جو امراللہ کے تصور سے بیدار ہو کر اس کے خداداد مشن کو پورا کرنے میں اسقدر احتیاط اور ثابت قدمی سے کام کر رہے ہیں۔

2۔ ہم نے اپنے اس سال کے پیامِ رضوان میں سیکھنے کے عمل کی حرکیات (dynamics) کو بیان کیا تھا جو، یکے بعد دیگر آنے والے چار عالمی منصوبوں کے ذریعے، احباب کی اس صلاحیت میں اضافہ کرتے ہوئے کہ وہ بنیادی سطح کے اقدام میں مصروف ہوسکیں، مسلسل اپنی قوتِ رفتار بڑھاتی رہی ہے۔ اس دلکش مقام سے نظر آنے والا منظر واقعی انتہائی جاذب ہے۔ دنیا بھر میں 350,000 سے زائد نفوس کے ساتھ جنہوں نے انسٹی ٹیوٹ کا پہلا کورس مکمل کرلیا ہے زندگی کے ایک ایسے نمونے کی صورتگری کی صلاحیت قابلِ فہم حد تک بڑھی ہے جو نمونہ اپنی عبادت گزاری کی نوعیت کی وجہ سے ممتاز ہے۔ ہر برّ اعظم پر متنوع انداز میں مومنین کے گروہ دوسروں کے ساتھ دعا میں متحد ہو رہے ہیں، اپنے دلوں کو مناجات میں اپنے خالق کی طرف متوجہ کر رہے ہیں اور اُن روحانی قوتوں کو اپنی مدد کے لئے پکار رہے ہیں جن پر ان کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے مؤثر ہونے کا دارومدار ہے۔ پانچ سال کی مدت میں بہائی بچوں کی کلاس کے اساتذہ کے ذخیرے کے تقریباً دگنا ہونے سے یہ تعداد کوئی 130,000 کے قریب پہنچ چکی ہے اور اس نے جامعہ کے لئے کم سنوں کی روحانی امنگوں کا دل وجان سے جواب دینا ممکن بنادیا ہے۔ اسی مدت کے دوران اس صلاحیت میں چھ گنا اضافہ، کہ نوجوانوں کی اس بات میں مدد کی جاسکے کہ وہ اپنی زندگیوں کے اس فیصلہ کن مرحلے سے گزر سکیں، فرض کے احساس کے اس درجے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اس عمر کے لوگوں (age group) کے لئے ہے۔ مزید یہ کہ ہر جگہ احباب کی ایک قابل ذکر تعداد خود کو مختلف پس منظر اور دلچسپیاں رکھنے والے لوگوں کے ساتھ گفتگو میں شامل ہونے پر اور حقیقت کی ایک ایسی تلاش شروع کرنے پر آمادہ پا رہی ہے جو تلاش انسانی تاریخ کے اس دور کی ضرورتوں اور انہیں پورا کرنے کے ذرائع

کے بارے میں ایک ہم خیالی (shared understanding) پیدا کرے۔ اور دھرتی پر ہر طرف بنیادی سرگرمیوں میں منظّم ضربی اضافہ کو تقویت پہنچانا، جس میں کسی بھی ایک وقت آدھے میلین (5 لاکھ) سے کم شرکا نہیں ہوتے، ان 70,000 کے قریب دوستوں کی کوششیں ہیں جو اسٹڈی سرکلز کے ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمت کرنے کے قابل ہیں۔

3۔ جیسا کہ ہمارے پیامِ رضوان میں واضح کر دیا گیا تھا، اس نظام میں جو اس طرح انسانی وسائل کی ترقی کے لئے بنایا گیا ہے، اسمِ اعظم کا جامعہ بیحد امکانات کا ایک وسیلہ رکھتا ہے۔ حالات کے وسیع تنوع کے تحت، حقیقتاً ہر کلسٹر میں، افراد کے ایک وسعت پذیر مرکزہ کے لئے ایک نئے عالمی نظام کی طرف بڑھنے والی ایک تحریک پیدا کرنا ممکن ہے۔ ایک دہائی قبل جب ہم نے کلسٹر کے تصور کو متعارف کروایا تھا، یعنی وہ جغرافیائی چپہ جس کی نشاندہی امراللہ کی بڑھوتری کے بارے میں سوچنے میں سہولت کے لئے کی جاتی ہے، تب ہم نے اس کی ترقی کی راہ میں چار واضح مراحل کا ایک خاکہ پیش کیا تھا۔ جب بہآئی جامعہ منصوبے کے شرائط کو پورا کرنے پر کمربستہ ہوا تو یہ خاکہ، اُس چیز کی ایک صورت اور تعریف بیان کرنے میں جو بنیادی طور پر ایک جاری عمل تھا، انتہائی کارآمد ثابت ہوا۔ جو وافر تجربہ اس کے بعد سے اکٹھا ہو چکا ہے وہ اب مؤمنین کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ کسی آبادی کی اس حرکت کا ایک بھرپور اور قوی اکائی (continuum) کے طور پر تصور کر سکیں جسے بڑھتی ہوئی روحانی قوتیں دھکیلتی ہیں۔ اگرچہ آپ سب اس سے خوب آگاہ ہیں، کلسٹر کے اندر جو عمل ابھرتا ہے اس کا ایک مختصر جائزہ اس کے بنیادی طور پر نامیاتی نوعیت کو واضح کرنے میں مدد کرے گا۔

بڑھوتری کا ایک پروگرام

4۔ ہمیشہ ہی، مقامی رہائشیوں کے ساتھ بامعنی اور امتیازی گفتگو میں شامل ہونے سے متعلق متعلقہ مؤمنین، یا ایک اندرون ملک مہاجر، کے ذاتی حالات اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ کسی کلسٹر میں بڑھوتری کا عمل کیسے شروع ہو۔ چند دوستوں اور ساتھیوں پر مشتمل ایک اسٹڈی سرکل، متعدد پڑوسی بچوں کے لئے پیش کردہ کوئی کلاس، اسکول کے بعد نوجوانوں کے لئے تشکیل دیا جانے والا کوئی گروپ، گھرانے اور دوستوں کے لئے منعقد کیا جانے والا کوئی دعائیہ جلسہ، غرض کہ ان میں سے کوئی بھی بڑھوتری کے لئے سرگرمی کا نقطۂ آغاز بن سکتا ہے۔ اس کے بعد جو ہوتا ہے وہ کوئی پہلے سے متعین راہ و رفتار نہیں اپناتا۔ حالات فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کسی ایک بنیادی سرگرمی کو سبقت ملنی چاہیئے اور اس میں دوسروں سے تیز تر ضربی اضافہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ چاروں کی چاروں بنیادی سرگرمیاں قابل موازنہ رفتار سے آگے بڑھیں۔ نئی نئی ابھرنے والی متعدد سرگرمیوں کو قوت مہیا کرنے کی خاطر ملاقاتی ٹیموں کو دعوت دی جا سکتی ہے۔ لیکن ان تفصیلات سے قطع نظر نتیجہ لازماً ایک ہی ہونا چاہیئے۔ ہر کلسٹر کے اندر، بنیادی سرگرمیوں کے مابین حاصل کردہ ربط کی سطح لازماً ایسی ہو کہ ان کے مجموعے میں امراللہ کی توسیع و تحکیم کے لئے ایک قائم پذیر نوخیز پروگرام کا سوچا جا سکے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ چاہے کسی بھی ترتیب سے ہوں یا خواہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں، لیکن دعائیہ جلسات، بچوں کی کلاسیں اور جونیئر یوتھ گروپ وہ لوگ برقرار رکھ رہے ہیں جو سلسلہ وار انسٹی ٹیوٹ کورسوں سے گزر رہے ہیں اور انفرادی اور اجتماعی کایا پلٹ کا جو تصور یہ کورس پروان چڑھاتے ہیں اس کے پابند ہیں۔ منظّم اقدام کے میدان میں انسانی وسائل کی ابتدائی مسلسل شمولیت قائم پذیر بڑھوتری کے عمل کے کئی سنگ میلوں میں سے پہلے کی نشاندہی کرتا ہے۔

5۔ تمام اداروں اور ایجنسیوں پر، جو عالمی منصوبوں کے موجودہ سلسلے کے مقصد کی ترویج کر رہی ہیں، لازم ہے کہ وہ اس پُھرتی کا مظاہرہ کریں جس کا اس طرح کے ایک قوی عمل کی پیدائش تقاضہ کرتی ہے۔ لیکن ایسا کرنا سب سے بڑھ کر اعضائے ہیئت معاونین کے لئے ضروری ہے۔ احباب کی اس بات میں مدد کرنا کہ وہ اس اہم سنگ میل کو دیکھ سکیں، اور وہ متعدد راستے جن پر چل کر وہاں پہنچا جا سکتا ہے، ہر عضو ہیئت معاونت اور اس کے مساعدین کی بڑھتی ہوئی تعداد کے کام میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں، اپنے دیگر تمام کاموں کی طرح ہی، انہیں کشادہ نظری اور واضح خیالی، لچک اور مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کی اہلیت کا مظاہرہ کرنا ہی ہوگا۔ انہیں احباب کے ساتھ، ان کی جدوجہد میں ان کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اور ان کی خوشیوں میں حصہ لیتے ہوئے، کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ ان میں سے بعض احباب تیزی سے سرگرمیوں کی صف اوّل میں آ جائیں گے، جب کہ دوسرے زیادہ ہچکچاتے ہوئے آگے بڑھیں گے؛ تاہم سب کو ایسی مدد اور تشویق کی ضرورت ہوگی جو خیالی نہ ہو بلکہ مفصّل علم پر مبنی ہو جو صرف خدمت کے میدان میں شانہ بہ شانہ کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے منصوبے میں مؤمنین کی دل و جان سے شرکت حاصل کرنی ہے ان کی کوششوں کا ایک لازمی

عنصر یہ ہوگا کہ وہ ہر اُس فرد کی صلاحیت پر یقین کریں جو خدمت کرنے کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ اگر انہوں نے جھجک کی جگہ خدا پر بھروسے سے پیدا ہونے والا حوصلہ پیدا کرنا ہے اور وقتی جوش وخروش کی کایا پلٹ کرا سے طویل مدتی عمل کی صورت دینا ہے تو اس کے لئے نگرانی سے آزاد بے لاگ محبت ناگزیر ہے۔ جب وہ اس بات کا عملاً مظاہرہ کرنے کی کوشش کر رہے ہوں کہ کس طرح راستے کی ایک رکاوٹ کو ترقی کا زینہ بنایا جا سکتا ہے تو اس کے لئے پُرسکون پختہ ارادہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اور بڑھی ہوئی روحانی سوجھ بوجھ کے ساتھ سُننے پر آمادگی ان رکاوٹوں کی شناخت کے سلسلے میں انتہائی قابل قدر ہوگی جو احباب میں سے بعض کو متحد عمل کی لازمی ضرورت کو سمجھنے سے روک سکتی ہے۔

زورداری میں اضافہ کرنا

6۔ یہ نوٹ کرنا اہمیت کا حامل ہے کہ، جوں جوں ایک بڑھوتری کا پروگرام سامنے لایا جا رہا ہوتا ہے، واقعات کی ڈگر پر ایک ابھرتا ہوا سماجی جذبہ اپنا اثر ڈالنا شروع کرتا ہے۔ سرگرمیاں خواہ کلسٹر میں بکھری ہوئی ہوں یا کسی ایک گاؤں یا محلے میں مرکوز ہوں احباب کی کوششوں میں ایک مشترکہ مقصد نظر آتا ہے۔ تنظیم کے خواہ کسی بھی درجے نے اس جذبے کے ابتدائی ظہور کو لانے میں وسیلے کا کام کیا ہو، بنیادی سرگرمیوں کا منظّم اور ہم آہنگ ضربی اضافہ یہ ضرورت پیدا کر دیتا ہے کہ جلد ہی ایک بلند تر درجے (کی تنظیم) تک پہنچا جائے۔ مختلف اقدامات کے ذریعے، اس سرگرمی اور پہل کو وسیع تر ڈھانچہ مہیا کیا جاتا ہے جسے پہلے بڑی حد تک انفرادی ارادے سے شروع کیا گیا تھا اور اب اسے اجتماعی اظہار بخشا جاتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کے مقرر کردہ کوآرڈی نیٹر، یعنی وہ جو اسٹڈی سرکلوں کے لئے، جونیئر یوتھ گروپس کے لئے اور بچوں کی کلاسوں کے لئے ہوتے ہیں، مدد کے لئے اپنی جگہ لیتے ہیں۔ ان کی تقرری کسی بھی ترتیب سے ہو امکانی طور پر درست ہے۔ اس کا فیصلہ زمینی صورتحال سے متعلق مکمل آگاہی سے کم تر کسی چیز سے نہ کیا جائے، کیوں کہ جو چیز داؤ پر لگی ہے وہ کسی طریقۂ کار کی ترتیب کی تعمیل کرنا نہیں بلکہ ایک تعلیمی عمل کی تہہ کشائی (unfoldment) ہے جس نے بڑی تعدادوں کی روحانی خودمختاری لانے کی صلاحیت دکھانی شروع کی ہے۔

7۔ انسٹی ٹیوٹ پراسیس کی مدد کے لئے ان انتظامات کے قیام کے متوازی، دیگر اداری ڈھانچے بھی بتدریج شکل وصورت اختیار کرتے جاتے ہیں۔ چند مؤمنین کی ابتدائی گاہے بگاہے ملاقاتوں سے ایسے دوستوں کے ایک وسعت پذیر کور گروپ کا باقاعدہ غور وفکر ابھرتا ہے جو (دوست) صلاحیت کے بڑھتے ہوئے ذخیرے کو خدمت کے میدان میں لگانے کے لئے فکر مند ہوتے ہیں۔ جوں جوں بڑھوتری کا عمل قوتِ رفتار پکڑتا جاتا ہے، اس طرح کا ایک انتظام بھی بالآخر منصوبہ بندی اور فیصلہ سازی کے تقاضوں کو پورا نہیں کر پاتا، اور ایک ایریا ٹیچنگ کمیٹی قائم کیا جاتا ہے اور جلساتِ فکر وتدبر کو باقاعدہ بنایا جاتا ہے۔ کمیٹی، انسٹی ٹیوٹ اور اعضائے ہیئت معاونت کے مشترکہ بین العمل سے، سرگرمیوں کی کوآرڈی نیشن کی ایک بھرپور اسکیم کام کرنے لگتی ہے جس میں رہنمائی، فنڈ اور اطلاعات کے مؤثر بہاؤ کے لئے ضروری تمام موروثی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ اس وقت تک کلسٹر کے اندر بڑھوتری کا عمل توسیع وتحکیم کے واضح دورانیوں کے ذریعہ قائم کردہ تال میل سے مطابقت کر رہا ہوگا، جو، ہر تین ماہ میں فکر وتدبر اور منصوبہ بندی کے جلسات کے توقف کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ کے سامنے آتے رہتے ہیں۔

8۔ یہاں پھر سے، یہ اعضائے ہیئت معاونین اور دیگر متعلقہ اداروں اور ایجنسیوں، جیسے ریجنل کاؤنسل اور انسٹی ٹیوٹ بورڈ، کا کام ہے کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ کلسٹر میں جو اداری ڈھانچہ ابھر رہا ہے وہ ضروری خصوصیات سے متصف ہو۔ خصوصی طور پر کورسوں کا جو سلسلہ ہم نے ہر جگہ انسٹی ٹیوٹ کے استعمال کے لئے تجویز کیا ہے، جو جاری کایا پلٹ کے عمل کی اتنے مؤثر طور پر سہولت کاری کرتا ہے، اسے ایک ایسا ماحول پیدا کرنے کی خاطر تیار کیا گیا ہے جو ایک ہی وقت میں عمومی شرکت اور باہمی کمک اور مساعدت کے لئے سازگار ہو۔ اس ماحول میں افراد کے درمیان تعلقات کی نوعیت کی، جس میں سب خود کو خدمت کے ایک مشترکہ راستے پر گامزن سمجھتے ہیں، مختصراً تشریح ہمارے پیامِ رضوان میں کی گئی تھی۔ ہم نے وہاں اس طرف بھی اشارہ کیا تھا کہ اس طرح کا ایک ماحول امر اللہ کے اداری امور پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جوں جوں مؤمنین کی بڑھتی ہوئی تعداد تبلیغی اور اداری کاموں میں، جنہیں سیکھنے کے منکسرانہ رویہ کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے، شرکت کرے گی، انہیں ہر کام، اور ہر بین العمل کو ترقی کی حصول کے لئے ہاتھ سے ہاتھ ملانے اور امر اللہ کی خدمت کے لئے اپنی کوششوں میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمراہی کرنے کے ایک موقع کے طور پر دیکھنا ہی ہوگا۔ اس طرح ضرورت سے زیادہ ہدایت

دینے کی رغبت کو ترک کیا جائے گا۔ اس طرح سے اس رجحان کو روکا جائے گا کہ کایا پلٹ کے ایک پیچیدہ عمل کو چند ایسے سادہ اقدامات تک گھٹا دیا جائے جو ہدایت نامہ کے ذریعے احکام کے تحت اٹھائے جا سکتے ہوں۔ حالات کے تناظر میں محتاط اقدامات اٹھائے جاتے ہیں، حتیٰ کہ چھوٹے سے چھوٹے اقدام بھی پُر معنی ہوتے ہیں۔ خدمت کے میدان میں روحانی قوتوں کی کارفرمائی واضح سے واضح تر ہوتی جاتی ہے، اور دوستی کے بندھن، جو بڑھوتری کے ایک صحت مند نمونے کے لئے اس قدر بنیادی اہمیت رکھتے ہیں، مسلسل تقویت پاتے جاتے ہیں۔

9۔ سامنے آتے ہوئے عملوں (unfolding processes)، ابھرتے ہوئے ڈھانچوں، اور پائیدار دوستی کے بندھنوں کے اس دلچسپ منظر کے اندر وہ وقت آتا ہے جو بڑھوتری کے زوردار پروگرام کی ''لاؤنچنگ'' کہلایا جانے لگا ہے، یہ لمحہ اس بات کے تسلیم کئے جانے کی نمائندگی کرتا ہے کہ امراللہ کی توسیع و تحکیم کو تیز رفتار کرنے کے تمام عناصر نہ صرف وجود میں آ چکے ہیں بلکہ کافی حد تک مؤثر طور پر کام بھی کر رہے ہیں۔ یہ کسی آبادی کی روحانی ترقی کے لئے ایک ہمیشہ وسعت پذیر، خود بخود قائم پذیر نظام کی نشاندہی کرتا ہے: دوستوں کی ایک وافر تعداد مسلسل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں سے آگے بڑھتی جاتی ہے اور ان سے متعلق سرگرمیوں میں مصروف ہوتی جاتی ہے، جو پھر امراللہ میں نئے آنے والوں کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنتا ہے، جن میں سے ایک نمایاں فیصد حصہ ہمیشہ انسٹی ٹیوٹ پراسیس میں داخل ہوتا ہے، جس سے اس نظام کی توسیع کی ضمانت ملتی ہے۔ یہ ایک اور سنگ میل ہے جہاں تک ہر کلسٹر میں مشقت کرنے والے احباب کو اپنے وقت پر پہنچنا ہی ہوگا۔

10۔ جو ہم گزشتہ مواقع پر کہہ چکے ہیں اسے یہاں پھر سے بیان کر کے، ہمیں امید ہے کہ ہم نے آپ پر واضح کیا ہے کہ جب غیر متعلقہ پیچیدگیوں میں نہ الجھایا جائے تو امراللہ کے مقصد اور اصولوں سے جذبہ حاصل کرنے والی کسی آبادی کی پیشرفت کی پرورش کتنی آسانی سے کی جا سکتی ہے۔ ہمیں ایسا کوئی گمان نہیں کہ اوپر اسقدر اختصار کے ساتھ جو راستہ کھینچا گیا ہے وہ مشکلات سے عاری ہے۔ ترقی تو بحران اور فتح کے متضاد عمل (dialectic) سے گزر کر ہی حاصل کی جاتی ہے، اور رکاوٹیں ناگزیر ہیں۔ شرکت میں کوئی کمی، سرگرمی کے دورانیوں میں کوئی خلل، اتحاد کے بندھنوں میں ایک وقتی شگاف — یہ تو اُن بیشمار للکاروں میں سے چند ہیں جن کا ممکنہ طور پر سامنا کرنا ہوگا۔ اکثر انسانی وسائل میں اضافہ، یا انہیں کام میں لانے کی صلاحیت، تیز رفتار توسیع کا ساتھ نہیں دے پائے گی۔ تاہم اس عمل پر فارمولاؤں کے لاگو کرنے کا نتیجہ مطلوبہ توازن سے متصف بڑھوتری کا نمونہ نہیں ہوگا۔ مختلف سرگرمیوں کی پیشرفت میں عارضی عدم توازن اس عمل کا لازمی جزو ہے، اور اگر صبر سے کام لیا جائے تو انہیں وقت گزرنے کے ساتھ ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ ایک ایسی سرگرمی کو جو پھل پھول رہی ہو ان مفروضہ تصورات کی بنا پر کم کر دینا کہ اس طرح متوازن بڑھوتری حاصل کی جا سکتی ہے، اکثر اس کے برعکس نتیجے کا حامل ہوتا ہے۔ اگرچہ کسی کلسٹر کے احباب ان لوگوں کے تجربے سے استفادہ کر سکتے ہیں جنہوں نے پہلے ہی اقدام کا ایک ضروری نمونہ تیار کر لیا ہے، لیکن وہ صرف اپنے ہی مسلسل عمل، فکر و تدبر اور مشورت کے ذریعہ ہی خود اپنے حقائق کو پڑھنا، خود اپنے امکانات کو دیکھنا، خود اپنے وسائل کو استعمال کرنا، اور آنے والی وسیع پیمانے کی توسیع و تحکیم کی ضروریات کا جواب دینا سیکھ سکیں گے۔

11۔ آج دنیا بھر میں کوئی 1,600 کلسٹر ہیں جہاں احباب بڑھوتری کے زوردار پروگرام سے متعلق عمل کا ایک نمونہ پیدا کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اگرچہ یہ اہم ہے، لیکن اس کامیابی کو ہرگز اس عمل کا نقطۂ عروج نہیں سمجھا جا سکتا جو ہر کلسٹر میں قوتِ رفتار پکڑ چکا ہے۔ احباب کے سامنے اب سیکھنے کی نئی سرحدیں کھلی ہیں، جن سے کہا گیا ہے کہ اپنی توانائیوں کو متحرک سماج بنانے پر لگا دیں، جو اپنی قد و کاٹھ میں بڑھوتری لا رہی ہو اور نوع بشر کے لئے حضرت بہاءاللہ کا جو تصور ہے اسے منعکس کر رہی ہو۔ ایسے کلسٹروں کو ان امکانی مہاجرین کے لئے ایک ذخیرے کے طور پر بھی خدمت انجام دینا ہوگا جنہیں، بڑی حد تک اندرون ملک محاذوں پر، کلسٹر کے بعد کلسٹر کے لئے روانہ کیا جا سکے، جو ان میں سے بعض میں آپ کے ظہور کی روشنی کی پہلی کرنیں پھیلائیں اور دوسروں میں امراللہ کی موجودگی کو تقویت پہنچائیں، اس طرح سب کو اس قابل بنائیں کہ وہ ترقی کی راہ میں پہلے سنگ میل تک پہنچیں یا اس سے ماوراً بھی۔ یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے ہم رضوان 2011 کے موقع پر اسم اعظم کے جامعہ کو دعوت دیں گے کہ اگلے پانچ سالوں کے دوران وہ ایسے کلسٹروں کی کُل تعداد کو جہاں ایک بڑھوتری کا پروگرام، خواہ زورداری کی کسی سطح پر ہو، جاری ہو، 5,000 تک پہنچا دیں، جو دنیا کے موجودہ تمام کلسٹروں کی ایک تہائی ہے۔

سیکھنے کی سرحدوں کو بڑھانا

12۔ اس سے پہلے کے پیراگرافوں میں اورگزشتہ ڈیڑھ دہائیوں کے دوران اپنے بہت سارے پیامات میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے انہیں بہآئی جامعہ کی بڑھوتری کے لئے استعمال کئے جانے والے طریقہ کاروں کے سلسلے میں، جن میں سے ہر ایک کسی مخصوص تاریخی حالات کے لئے سازگار تھا، تازہ ترین تصور کیا جاسکتا ہے۔ ملکوتی قوت کے ذریعہ دھکیلا جانے والا بڑھوتری کا یہ عمل ایک سو ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ پہلے گہوارۂ امر اللہ میں جو جوش وخروش برپا ہوا تھا اس کے ذریعہ حرکت میں آیا تھا، جب ہزاروں نفوس نے نئے دن کی پکار پر لبیّک کہا تھا، پھر اولین مؤمنین کی ان جانفشانیوں سے اسے آگے بڑھنے کی قوت ملی جو انہوں نے حضرت بہآء اللہ کے پیام مبارک کو مشرق کے پڑوسی ممالک اور مغرب کے چند بکھرے ہوئے مقامات تک لے جانے کے لئے کیں۔ اس نے حضرت عبدالبہآء کے ظاہر کردہ ملکوتی منصوبے کے الواح کے ذریعہ بزرگ تر خدوخال حاصل کی اور حضرت ولی عزیز کی رہنمائی میں جوں جوں احباب بہآئی سرگرمیوں کے چھوٹے چھوٹے مراکز کے قیام اور نظم اداری کے پہلے ستونوں کی تعمیر کے غرض سے دھرتی پر منظّم طور پر پھیل گئے تو اس نے قوت رفتار حاصل کی۔ جب جمہورِ نوع بشر نے امر اللہ کو گلے لگایا تو اس نے دنیا کے دیہی علاقوں میں قوت حاصل کی، لیکن احباب ابھی بڑے پیمانے پر توسیع و تحکیم کے لئے لائحۂ عمل کی تلاش میں کوشاں ہی تھے کہ یہ رفتار بڑی حد تک سست پڑ گئی۔ اور اب پندرہ برسوں سے، جب سے ہم نے چار سالہ منصوبے کے شروع میں عالم بہآئی کو پکارا کہ وہ اس تجربے کی بنیاد پر جو اس نے دہائیوں پر مبنی مشکل لیکن انمول سکھلائی سے حاصل کیا تھا تبلیغی کام کو منظّم کریں تو یہ مسلسل تیز رفتار ہوتی جارہی ہے۔ اس بات کو تسلیم کرنے میں چند ہی لوگ ناکام رہیں گے کہ بڑھوتری کے موجودہ طریقۂ کار کو بھی، اگرچہ یہ مؤثر ہے، جب یہ کسی کلسٹر میں جڑ پکڑ چکے تو پیچیدگی اور نفاست میں مزید ارتقا پاکر، ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر نمایاں طور پر امر اللہ میں ودیعت ''سماجی تعمیر کی قوت'' کا مظاہرہ کرتے رہنا ہی ہوگا۔

13۔ عالمی بہآئی جامعہ کی ترقی کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت ولی عزیز نے کتنی ہی بار احباب کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ اپنے مقصد پر قائم اور اپنی جدوجہد میں ثابت قدم رہیں۔ آپ نے اطمینان کے ساتھ نوٹ فرمایا تھا: ''اپنی اعلیٰ ذمہ داری سے آگاہ، ان کا امر مبارک جو سماجی تعمیر کی قوت رکھتا ہے اس کے بارے میں پُر اعتماد، وہ بے جھجک اور مایوس ہوئے بغیر ان ضروری وسائل کو بنانے اور سنوارنے کی اپنی کوششوں میں آگے بڑھتے ہیں جن میں حضرت بہآء اللہ کا عالمی نظام، جو ابھی اپنی ارتقاء کی ابتدائی حالت میں ہے، بالغ ہوسکے اور ترقی کرے۔'' آپ نے انہیں یاد دلایا تھا کہ ''یہی وہ تعمیری عمل ہے، (جو اگرچہ) آہستہ اور غیر نمایاں ہے، لیکن ایک مایوس نوع بشر کی ''واحد امید'' ہے۔ یہ بات آثار مقدسہ سے واضح ہے کہ یہ عمل وسعت واثر ورسوخ حاصل کرتا چلا جائے گا اور نظمِ اداری اپنے وقت پر ''اپنی یہ صلاحیت ظاہر کرے گا کہ اسے نہ صرف نئے عالمی نظام کا مرکزہ سمجھا جائے بلکہ بذاتِ خود اس کا نمونہ''۔ ''ایک ایسی دنیا میں جس کے سیاسی اور سماجی ڈھانچے بکھر چکے ہیں، جس کی نظر دُھندلا چکی ہے، جس کا ضمیر الجھن کا شکار ہے، جس کا دینی نظام کمزور ہوگیا ہے اور اپنے اوصاف گنوا چکا ہے،'' آپ کتنا زور دے کر کہتے ہیں کہ ''یہ شفا بخش وسیلہ، یہ خمیر کُن قوت، یہ جوڑنے والی طاقت، بالکل تازہ اور سب میں سرایت کر جانے والی'' ''صورت پکڑ رہی'' ہے اور ''اداروں کی شکل میں ابھر رہی'' ہے اور ''اپنی قوتوں کو متحرک کر رہی ہے''۔

14۔ جو بات واضح ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ، اگر نظم اداری نے مستقبل کے سماج کے لئے ایک نمونے کے طور پر کام کرنا ہے، تو جس جامعہ کے اندر یہ ترقی کر رہا ہے اسے نہ صرف پیچیدہ تر ہوتی ہوئی مادی اور روحانی ضروریات کا سامنا کرنے کی صلاحیت حاصل کرنی ہی ہوگی بلکہ اسے حجم میں بڑے سے بڑا بھی ہوتے رہنا ہوگا۔ بصورتِ دیگر، یہ ہو کیسے سکتا ہے۔ ایک چھوٹا سا جامعہ، جس کے ارکان اپنی ہم عقیدگی کی بنیاد پر متحد ہیں، اپنے اعلیٰ آئیڈیلوں سے متصف ہیں، اپنے امور کو منظّم کرنے میں مہارت رکھتے ہیں، اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں، اور شاید متعدد انسانی بہبود کے پروجیکٹ میں مشغول ہیں غرض کہ اس طرح کا ایک جامعہ جو، خوشحالی حاصل کر رہا ہے لیکن جمہورِ نوع بشر جس حقیقت کا تجربہ کر رہی ہے اس سے ایک محفوظ فاصلے پر ہے، وہ ہرگز پورے سماج کی از سر نو تشکیل کے لئے نمونہ بننے کی امید نہیں کرسکتا۔ یہ بات کہ عالمگیر بہآئی جامعہ بلاجواز خود سے راضی رہنے کے خطرات کو روکنے میں کامیاب رہا ہے ہمارے لئے ہمیشہ خوشی کا ایک منبع رہی ہے۔ تاہم دھرتی کے گرداگرد پھیلے ہوئے دیہاتوں اور شہروں میں بڑھتے ہوئے ارکان کے امور کی تنظیم کرنا یعنی حضرت بہآء اللہ کے عالمی نظام کے جھنڈے کو اتنا بلند کرنا کہ سب اسے دیکھ پائیں ایک ایسا ہدف ہے جو ابھی دور ہے۔

15۔ لہٰذا اسی میں وہ للکار موجود ہے جن کا سامنا ان لوگوں کو کرنا ہی پڑے گا جو اُس سیکھنے کے عمل کے صف اوّل میں ہیں جو اگلے منصوبے کے دوران اور آگے بڑھے گا۔ جہاں بھی بڑھوتری کا ایک زوردار پروگرام قائم ہے، احباب کو چاہیئے کہ وہ شرکت کی سطح کو بلند کرنے میں کوئی کوشش بھی اٹھا نہ رکھیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اس بات کو یقینی بنانے کی خاطر اپنی تمام تر قوت لگا دیں کہ انہوں نے جو نظام اس قدر مشقت کے ساتھ تعمیر کیا ہے کہیں وہ خود اپنے ہی خول میں بند نہ ہو جائے بلکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو گلے لگانے کے لئے بتدریج وسعت حاصل کرتا جائے۔ انہیں اس نمایاں آمادگی کو نہیں بلکہ اس پُرشوق توقع کو جوان کی منتظر تھی، نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیئے جسے انہوں نے اس وقت پایا ہے، جب وہ زندگی کے تمام شعبوں کے لوگوں کے ساتھ بین العمل کرنے اور ان کے ساتھ حضرت بہآءاللہ کی ذاتِ گرامی اور آپ کے ظہور کے بارے میں گفتگو کرنے سے متعلق اپنی قابلیت پر اعتماد حاصل کرتے گئے ہیں۔ انہیں اس یقین کو مضبوطی سے قائم رکھنا چاہیئے کہ امراللہ کی براہِ راست پیشکش، جب اسے گہرائی کی کافی سطح سے کی جائے اور تحکیم کے اچھے طریقۂ کار کے ذریعہ تقویت پہنچائی جائے تو یہ قائم رہنے والے نتائج لاتی ہے۔ اور انہیں ماضی کے اس سبق کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے جس نے اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں چھوڑی کہ امراللہ کے فعال حامیوں کا ایک چھوٹا سا گروہ، یہ خواہ کتنی ہی علمیت کیوں نہ رکھتا ہو، یہ خواہ کتنا ہی تقدس مآب کیوں نہ ہو، ہزاروں مرد، عورتوں اور بچوں کی تو دور کی بات ہے سیکڑوں پر مشتمل جامعہ کی ضرورتوں کی خدمت بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے ماخوذات کافی واضح ہیں۔ اگر کسی کلسٹر میں ان لوگوں کی تعداد جو توسیع و تحکیم کی ذمہ داری اٹھا رہے ہیں دسیوں میں ہو اور سماجی زندگی کی سرگرمیوں میں چند سو شریک ہوتے ہوں تو ان دونوں تعدادوں میں نمایاں طور پر اضافہ لازم ہے تاکہ منصوبے کے آخر تک، ایک یا دو سو لوگ سہولت کاری کر رہے ہوں اور ایک سے دو ہزار شرکت۔

16۔ یہ دیکھنا حوصلہ افزا ہے کہ دنیا بھر میں بڑھوتری کے زوردار پروگرام والے 1600 کلسٹروں میں سے کوئی 300 میں مؤمنین سیکھنے کے نئے میدان میں داخل ہو چکے ہیں جو اب ان کے سامنے کھلے ہیں، اور چند سے زائد میں وہ اس کی سرحدیں وسیع تر کر رہے ہیں۔ ایسے تمام کلسٹروں میں، واضح طور پر، وہ تعلیمی عمل جسے ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ نے متحرک کیا ہے، ہر ایک اپنے لازمی عنصر کے ساتھ اہم ترین ہے یعنی سماج کے کمسن ترین ارکان کے لئے باقاعدگی سے منعقد کی جانے والی کلاسیں، نوجوانوں کے لئے قریبی بندھن میں پروئے ہوئے گروپس، اور جوانوں اور بالغوں کے لئے مطالعہ کے سرکلس۔ اس کام کے جو مطالب ہیں ان میں سے زیادہ تر پیامِ رضوان میں زیرِ بحث آئے ہیں۔ بغیر کسی استثنا کے، انسٹی ٹیوٹ پراسیس کے کایا پلٹ اثرات کا ذاتی مشاہدہ ہو چکنے کے بعد، ایسے کلسٹروں میں احباب ان حرکیات کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اس کی تہہ میں ہے یعنی دوستی کا وہ جذبہ جو یہ پیدا کرتا ہے، شراکتی طریقہ کار جو یہ اپناتا ہے، سوجھ بوجھ کی وہ گہرائی جسے یہ پروان چڑھاتا ہے، خدمت کی وہ سرگرمیاں جنہیں یہ تجویز کرتا ہے، اور، سب سے بڑھ کر اس کا کلام الٰہی پر اعتماد۔ اس بات کو یقینی بنانے کی ہر کوشش کی جارہی ہے کہ اس عمل سے ''ہونے'' اور ''کرنے'' کا وہ انحصار باہمی جسے انسٹی ٹیوٹ کے کورس واضح کرتے ہیں منعکس ہو؛ یعنی وہ مرکزیت جو وہ علم اور اس کے اطلاق کو دیتے ہیں؛ وہ تاکید جو وہ جھوٹے دوہرے معیارات سے بچنے کے لئے کرتے ہیں؛ وہ زور جو وہ تخلیقی کلام کو یاد کرنے پر دیتے ہیں؛ اور جو احتیاط وہ نفس امارہ کو ابھارے بغیر خودی کو بیدار کرنے میں برتتے ہیں۔

اداری صلاحیت میں اضافہ کرنا

17۔ اگرچہ سیکھنے کے ہراول دستے میں موجود کلسٹروں میں بڑھوتری کے عمل کے مرکزی عناصر تبدیل نہیں ہوتے، صرف تعداد میں اضافہ ہی انتظامی اسکیم کو پیچیدگی کے ایک اعلیٰ تر درجے تک لے جانے کا متقاضی ہوتا ہے۔ جغرافیائی ملحوظات اور عددی بڑھوتری کی بنیاد پر مختلف تبدیلیاں پہلے ہی متعارف کروائی جا چکی ہیں۔ کلسٹر کی چھوٹے چھوٹے یونٹوں میں تقسیم، فکر و تدبر کے جلسات کی مرکزیت ختم کرنا (decentralization)، انسٹی ٹیوٹ کو آرڈی نیٹروں کے لئے نائبین مہیا کرنا، میدان میں دوسروں کی مدد کرنے کی خاطر ٹیموں میں تجربہ کار دوستوں کی تقرری۔ یہ ان انتظامات میں سے چند ہیں جو اب تک کئے جا چکے ہیں۔ ہمیں بھرپور اعتماد ہے کہ، آپ کی قابل قدر مدد سے، بین الاقوامی تبلیغی مرکز آئندہ منصوبے کے دوران ان ترقیات کی پیروی جاری رکھیں گے، اور سیکھے گئے اسباق کو مسلمہ طریقہ ہائے کار اور وسائل کے روپ میں مستحکم کرنے میں مدد فراہم کرتے رہیں گے۔ اس بارے میں آپ اور آپ کے معاونین کے لئے ضروری ہوگا کہ ایک ایسا ماحول پروان چڑھائیں جو، اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ، آخری تجزیہ میں، یہ تکنیک نہیں بلکہ اتحادِ فکر، عمل پیہم، اور سیکھنے کا شوق ہے جو ترقی کا باعث بنے گا، احباب کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ اپنے کام احتیاط سے منظم انداز میں کریں لیکن

بے لچک نہ بنیں، تخلیقی تو ہوں لیکن غیر منظّم نہ بنیں، فیصلہ کُن ہوں لیکن جلد باز نہ بنیں محتاط ہوں لیکن کنٹرول کرنے والے نہ بنیں۔

18۔ کلسٹر کی سطح پر وسیع پیمانے کی سرگرمیوں کو، کوآرڈی نیٹ کرنے کے لئے جو انتظامات کئے گئے ہیں ان کی نوعیت خواہ کوئی بھی ہو، مسلسل پیشرفت کا دارومدار محافل روحانی محلی کی ترقی اور ریجنل بہآئی کاؤنسلوں اور آخرکار محافل روحانی ملی کی بڑھتی ہوئی صلاحیت پر ہوگا۔ پیامِ رضوان میں ہم نے محافل ملی کی بڑھتی ہوئی قوت پر خوشی کا اظہار کیا تھا، اور ہم آنے والے پانچ برسوں کی جانب امید کے ساتھ دیکھ رہے ہیں، اور یقین ہے کہ اس سلسلے میں ہم بڑی نمایاں پیش قدمیاں دیکھیں گے۔ مزید برآں، ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ، محافل ملی کے ساتھ ساتھ آپ ریجنل کاؤنسلوں کی بھی اپنی انتظامی صلاحیت بڑھانے میں مدد کرسکیں گے۔ اس وقت دنیا بھر کے 45 ممالک میں اس طرح کے 170 انتظامی ادارے موجود ہیں، اور اگلے منصوبے کے دوران ان کی تعداد میں یقیناً اضافہ ہوگا۔ یہ لازم ہوگا کہ تمام ریجنل کاؤنسلیں ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے کام کرنے پر اور ایریا ٹیچنگ کمیٹیوں کی کارکردگی پر قریبی توجہ دیں۔ اس بات کو ذہن نشین رکھتے ہوئے وہ ایسے میکانزم ایجاد کرنے اور انہیں نکھارنے کی ضرورت محسوس کریں گے جو کلسٹر کی سطح پر بتدریج ظاہر ہونے والے بڑھوتری کے نمونے اور اس سے منسلک سیکھنے کے پراسیس کو آگے بڑھانے کا کام کریں۔ اس میں ایک خوب اچھی طرح فعال ریجنل آفس شامل ہوگی جو سکریٹری کو بنیادی تنظیمی مدد فراہم کرتی ہو؛ حساب داری کا ایک درست نظام جو کلسٹر تک اور وہاں سے فنڈ کے آنے جانے کے لئے متنوع ذرائع ساتھ لے کر چلتا ہو؛ مواسلات کا ایک قابل ذریعہ جو دیہاتوں اور محلوں کی زندگی کے حقائق کو ملحوظ رکھتا ہو؛ اور جہاں اس کی ضرورت ہو، جسمانی ڈھانچے جو زوردار اور مرتکز سرگرمیوں (focused activities) کی سہولت کاری کرتے ہوں۔ اس سلسلے میں جس بات کا تسلیم کیا جانا اہم ہے وہ یہ ہے کہ صرف اسی صورت میں جب یہ کاؤنسلیں بذاتِ خود سیکھنے کے عمل میں مصروف ہونگی تو اس طرح کا میکانزم مؤثر ثابت ہوگا۔ ورنہ، اگرچہ بظاہر یہ محلوں اور دیہاتوں میں شرکاء کی ایک بڑھتی ہوئی تعداد کے میدانِ عمل میں سیکھنے میں مدد فراہم کرنے کی خاطر بنائے گئے ہونگے لیکن جو نظام تیار کئے جارہے ہیں وہ نظر نہ آسکنے والے انداز میں خود اس کے خلاف کام کرسکتے ہیں اور نچلی سطحوں (grassroots) پر بڑھتی ہوئی جوش و خروش کا گلا گھونٹ سکتے ہیں۔

19۔ جب کہ محافل روحانی ملی اور ریجنل کاؤنسلوں کے ساتھ تعاون آپ کی بنیادی دلچسپیوں میں سے ایک رہے گی، آپ کے معاونین کو اپنی زیادہ سے زیادہ صلاحیتیں مقامی سطح پر انتظامی صلاحیت پروان چڑھانے پر لگانی ہونگی، جہاں سماجی تعمیر کے تقاضے بغیر کسی ابہام کے خود کو منوا رہے ہیں۔ آپ کو یہ دیکھنے میں مدد کرنے کی خاطر کہ ہر جگہ اعضائے ہیئت معاونت اور ان کے مساعدین کے سامنے کیا ہے، خاص کر ان کلسٹروں میں جنہیں وسیع پیمانے پر توسیع و تحکیم کا تجربہ ہو رہا ہے، ہم آپ سے کہتے ہیں کہ پہلے دنیا کے بہت سارے دیہی علاقوں میں محافل روحانی محلی کی ترقی پر فکر و تدبر کریں جہاں آج ایسے کلسٹروں کی ایک بڑی اکثریت پائی جاتی ہے۔

20۔ جیسا کہ آپ آگاہ ہیں، اکثر کسی دیہی کلسٹر میں جو کئی گاؤں اور شاید ایک یا دو شہروں سے ملکر بنے ہوتے ہیں، جب بڑھوتری کے زوردار پروگرام سے متعلق عمل کا نمونہ قائم کیا جا رہا ہوتا ہے، تو احباب کی کوششیں چند مراکز تک محدود ہوتی ہیں۔ تاہم جب ایک بار اپنی جگہ بنالے تو اس نمونے کو تیزی سے گاؤں کے بعد گاؤں تک پھیلایا جاسکتا ہے، جیسا کہ اس سال ہمارے پیامِ رضوان میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔ جلد ہی ہر مرکز میں، محفل روحانی محلی وجود میں آتی ہے، اور اس کی پائیدار ترقی، اس گاؤں میں سامنے آتی ہوئی بڑھوتری کے نوخیز عمل کے متوازی قوسی راستے (trajectory) پر چلتی ہے اور اس سے جُڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اس عمل کے دوسرے پہلوؤں کی طرح ہی، محفل روحانی کی ترقی کو بھی صلاحیت کی تعمیر (capacity building) کے پیرائے میں ہی بہترین انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔

21۔ پہلے پہل کیا ہونا چاہیئے یہ ایک نسبتاً سیدھی سی بات ہے: لازم ہے کہ اس گاؤں میں قوتِ رفتار حاصل کرتی ہوئی بڑھوتری کے عمل کے بارے میں انفرادی آگاہی، جو ہر رُکن کی بنیادی سرگرمیوں میں ذاتی شمولیت سے پیدا ہوئی ہو، ایک اجتماعی شعور کا روپ دھارلے جو جاری کایا پلٹ کی نوعیت اور اسے پروان چڑھانے کے سلسلے میں محفل کے فرض دونوں کو تسلیم کرتا ہو۔ بے شک بعض بنیادی انتظامی کاموں پر کچھ توجہ دینی ہی ہوگی — مثال کے طور پر، کسی حد تک باقاعدگی سے جلسات کرنا، انیس روزہ ضیافات منعقد کرنا اور ایامِ متبرکہ کی منصوبہ سازی کرنا، ایک مقامی فنڈ قائم کرنا، اور بہآئی اصول کے

مطابق سالانہ انتخابات کروانا۔ تاہم ایسی کوششوں کے ساتھ ساتھ اور ایک عضو ہیئت معاونت کے کسی مساعد کی حوصلہ افزائی سے، محفل محلی کے لئے مشکل ثابت نہیں ہوگا کہ وہ ایک ادارے کے طور پر ایک یا دو ایسے مخصوص مسائل پر مشورت کرنا شروع کرے جن کا سماج کی زندگی سے فوری تعلق ہو: جن لوگوں نے انسٹی ٹیوٹ کے پہلے کورس کا مطالعہ کرلیا ہے ان افراد کی کوششوں کے ذریعہ گاؤں کی عبادتی ساکھ کو کیسے بلند کیا جا رہا ہے؛ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ جو اساتذہ تیار کئے جا رہے ہیں وہ بچوں کی روحانی تربیت کا کیسا انتظام کر رہے ہیں؛ ان کی روحانی خودمختاری کے پروگرام کے ذریعہ جونیئر یوتھ کی صلاحیت کو کیسے حقیقت میں بدلا جا رہا ہے؛ جب احباب ایک دوسرے سے ان کے گھروں پر جا کر ملتے ہیں تو جامعہ کی روحانی اور سماجی تار پود کو کیسے تقویت مل رہی ہے۔ جب کوئی محفل اس طرح کے حقیقی امور پر مشورت کرتی ہے اور پیار و صبر سے بڑھوتری کے عمل کی پرورش کرنا سیکھتی ہے تو ایریا ٹیچنگ کمیٹی اور ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ ایک مشترکہ مقصد میں اس کا رشتہ جُڑ جاتا ہے۔ لیکن، اس سے بھی بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ، یہ وہ بنیاد استوار کرنا شروع کرتا ہے جس پر وہ بے مثال طور پر شفیق اور حقیقی حمایت کے رشتے کی تعمیر کی جا سکے گی، جسے حضرت ولی عزیز نے اپنے پیغامات میں سے بہت ساروں میں بیان فرمایا تھا، جو محافل روحانی محلی کو انفرادی مؤمنین سے قائم کرنا چاہیئے۔

22۔ واضح ہے کہ، عالمگیر منصوبے سے متعلق کسی خاص مسئلہ پر مشورت کرنا سیکھنا، خواہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو، اس صلاحیت کی تعمیر کے عمل کا محض ایک پہلو ہے جس میں ایک محفل روحانی محلی کو مصروف ہونا ہی ہوگا۔ اس کی مسلسل ترقی سے مراد یہ ہے کہ حضرت عبدالبہآء کے قائم کردہ اس حکم کی پیروی کی جائے کہ ''گفتگو کو مکمل طور پر روحانی امور تک محدود رہنا چاہیئے جو نفوس کی تربیت، بچوں کی تعلیم، ناداروں کی راحت، دنیا میں تمام طبقات کے کمزوروں کی مدد، سب اقوام کے لئے رحم، نشرِ نفحات اللہ، اور کلام الٰہی کی توصیف سے متعلق ہو۔'' اس کی مسلسل پیشرفت جامعہ کے بہترین مفادات کی ترویج کے لئے ایک قصد مصمم کا اور بڑھوتری کے عمل کو اخلاقی تنزل کی ان قوتوں سے بچائے رکھنے کا تقاضہ کرتی ہے جن سے اس کے رکنے کا خطرہ ہے۔ اس کی جاری ترقی کے لئے ایک ایسے احساس ذمہ داری کی ضرورت ہے جو بنیادی سرگرمیوں میں مصروف دوستوں اور خاندانوں کے حلقے سے ماورا بڑھ کر گاؤں کی پوری آبادی پر محیط ہو۔ اور اس کی بتدریج بلوغ کو قائم رکھنے والی بات حضرت عبدالبہآء کی اس یقین دہانی پر غیر متزلزل ایمان ہے کہ آپ ہر محفل روحانی کو اپنی حفاظت وصیانت کی آغوش میں لئے رکھیں گے۔

23۔ اجتماعی احساس میں اس اضافے کے ساتھ جُڑی ہوئی محفل کی وہ بڑھتی ہوئی صلاحیت بھی ہے جو، جامعہ کی سرگرمیوں نیز اس کے اداری کاموں کی انجام دہی دونوں میں، مالی اور دیگر وسائل کا درست طور پر تخمینہ لگانے اور استعمال کرنے کی قابلیت سے متعلق ہے۔ اداری کاموں میں اپنے وقت پر احتیاط سے کمیٹیوں کی تقرری اور ان کے امور کی انجام دہی کی خاطر سادہ مادی سہولیات کی دیکھ بھال بھی شامل ہوسکتی ہے۔ ایک ایسے ماحول کی پرورش کی قابلیت جو بہت بڑی تعداد کے متحد عمل میں شرکت کے لئے سازگار ہو اور اس بات کو یقینی بنانا کہ ان کی قوتیں اور ذہانتیں ترقی میں مدد فراہم کر رہی ہیں، اس سے کم تر اہمیت کی حامل نہیں۔ ان سب معاملات میں، جامعہ کی روحانی فلاح و بہبود محفل کے ذہن میں سب سے اوپر ہوتی ہے۔ اور جب، خواہ کسی سرگرمی سے متعلق ہو یا افراد کے درمیان، ناگزیر مسائل سر ابھاریں تو انہیں ایک ایسی محفل روحانی محلی نمٹا رہی ہوگی جس نے جامعہ کے ارکان کا اتنا بھرپور اعتماد حاصل کرلیا ہے کہ سب فطری طور پر اسی کی طرف مدد کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ محفل نے تجربے سے سیکھ لیا ہے کہ ایک طرفدار ذہنی کیفیت کے تقسیم کنندہ طور طریقوں کو کنارے لگانے میں مؤمنین کی کیسے مدد کی جائے، انتہائی پریشان کُن اور خاردار حالتوں میں بھی اتحاد کے بیج کیسے تلاش کئے جائیں، اور ہمیشہ انصاف کا پرچم سربلند رکھتے ہوئے دھیرے دھیرے اور پیار سے ان کی کیسے پرورش کی جائے۔

24۔ ہم ماضی میں اس بات کی نشاندہی کر چکے ہیں کہ جوں جوں جامعہ اپنے حجم میں اور قوتِ حیات برقرار رکھنے کی صلاحیت میں بڑھتا جائے گا احباب سماج کی زندگی میں مزید آگے کھینچے جائیں گے اور للکارے جائیں گے کہ انہوں نے جن اندازہائے کار کو ترقی دی ہے وہ انہیں اپنے گاؤں کو درپیش مسائل کے ایک وسعت پذیر میدان کا جواب دینے میں استعمال کریں۔ ہم آہنگی کا سوال، جو اس وقت تک حاصل کی گئی بڑھوتری کے لئے اس قدر لازم ہے، اور منصوبے کے ارتقاپذیر عمل کے فریم ورک کے لئے اتنا بنیادی ہے، اب نئے رُخ دھار لیتا ہے۔ پراجیکٹوں پر عمل درآمد کروانے والوں کی حیثیت سے نہیں لیکن اخلاقی اختیار کی آواز کی حیثیت سے محفل روحانی پر بڑی ذمہ داری آئے گی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ جب احباب عمل، فکر و تدبر اور

مشورت کے ذریعہ حالات سدھارنے کے لئے امراللہ کی تعلیمات کولاگو کرنے کی جدوجہد کررہے ہوں توان کی کاوشوں کی سالمیت پرکوئی سمجھوتہ نہ ہو۔

25۔ ہمارے پیامِ رضوان نے نچلی سطح پرسماجی اقدام (social action) کی خصوصیات میں سے چند، اوراسے جن شرائط پر پورا اترنا ہی ہوگا، بیان کیا تھا۔ کسی گاؤں میں کوششیں عام طور پرایک چھوٹے پیمانے پرشروع ہوں گی، شاید دوستوں کے گروپوں کے ابھرنے سے، جن میں سے ہرایک کسی خاص سماجی یا اقتصادی ضرورت سے جسے انہوں نے شناخت کیا ہے متعلق ہواور ہرایک مناسب اقدام کے ایک سادہ سیٹ پرعمل کررہا ہو۔ انیس روزہ ضیافت میں مشورت جامعہ کے بڑھتے ہوئے سماجی احساس کے تعمیری اظہار کے لئے ایک گنجائش پیدا کرتا ہے۔ جوسرگرمیاں کی جارہی ہیں ان کی نوعیت خواہ کچھ بھی ہو، محفل روحانی کواس کی ممکنہ خطرات کے بارے میں چوکنا رہنا ہی ہوگا اور اگرضرورت ہوتو احباب کی ان سے پارنکلنے میں مدد کرنی ہی ہوگی یعنی بہت زیادہ پُرتوقع پراجیکٹوں کی کشش جو قوتیں تو کھپائے لیکن آخرکار جنہیں قائم نہ رکھا جاسکے، مالی امداد کا بہکاوا جن کی وجہ سے بہآئی اصول سے ہٹنا پڑے، ایسے پُرفریب انداز میں پیش کئے گئے ٹیکنالوجیوں کی امیدیں جو گاؤں کواپنے ثقافتی ورثے سے محروم کردے اور جزویت (fragmentation) اور بے ہنگمی کی جانب لے جائے۔ آخرکار ایک گاؤں میں انسٹی ٹیوٹ پراسیس کی قوت، اوراس نے افراد میں جو بڑھی ہوئی صلاحیتیں پروان چڑھائی ہیں احباب کوثابت شدہ مؤثر طریقوں اور پروگراموں سے استفادہ کرنے کے قابل بناسکتی ہیں، جنہیں کسی نہ کسی بہآئی انسپائرڈ تنظیم نے ترقی دی ہواور جسے کلسٹر میں ہمارے دفتر برائے سماجی ومعاشی بہبود کی تجویز سے، اوران کی مدد سے، متعارف کرایا گیا ہو۔ مزید برآں، محفل کوبتدریج امراللہ کی موجودگی کے بارے میں اور یہ گاؤں کی ترقی پرجواثر ڈالتا ہے اس بارے میں شعور بڑھانے کے لئے اس مرکز میں موجود سماجی اور سیاسی ڈھانچوں کے ساتھ بین العمل بھی سیکھنا ہی ہوگا۔

26۔ اس سے قبل کے پیراگرافوں میں جو خاکہ پیش کیا گیا ہے وہ ان صفات میں سے چند کی ترجمانی کرتا ہے جو دنیا کے بہت سے دیہاتوں میں محافل روحانی محلی ایسے جامعات کی خدمت کرتے ہوئے بتدریج ترقی دیں گی جو وسیع سے وسیع تر ہوتے ہوئے ارکان کواپنے آغوش میں لیتے ہیں۔ جوں جوں وہ پہلے سے بڑھ کر اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں اور قوتوں کوظاہر کرتی جائیں گی، توں توں ان کے ارکان ہرگاؤں کے باشندوں کی نظر میں ''لوگوں کے درمیان خدائے رحمان کے امین بندے'' کے طور پرآتے چلے جائیں گے۔ اس طرح یہ محافل ''روشن چراغ اور جنت الفردوس'' بن جائیں گی ''جن سے تمام علاقوں پرنفحات القدس پھیلائے جاتے ہیں، اور تمام مخلوقات پرعلم کی روشنی نچھاور کی جاتی ہے۔ ان سے ہرسمت میں روحِ حیات جاری ہوتی ہے۔''

27۔ یقیناً اسی طرح کا ایک اعلیٰ تصور دنیا کی تمام محافل روحانی محلی کے لئے یکساں ہے۔ ایک بڑے میٹروپولیٹن علاقے میں بھی محفل کی ترقی کی نوعیت بنیادی طور پراسی طرز پرہوتی ہے جس کی اوپرنشاندہی کی گئی ہے۔ فرق اصولی طور پرآبادی کے حجم اور تنوع میں ہے۔ ان میں سے پہلا محفل کے اختیار میں علاقے کو بڑھوتری کے تقاضوں کے مطابق محلوں میں تقسیم کرنے اور پھر ہرایک میں امراللہ کے امور کوادارہ کرنے کی خاطر میکانزم کو بتدریج متعارف کروانے کی ضرورت سامنے لاتا ہے۔ دوسرا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ محفل، ان سے ماورائے جو جغرافیائی ہیں، لاتعداد سماجی موقعوں سے آگاہی حاصل کرے، جن میں آبادی کے حصے اکٹھے ہوتے ہیں، اورانہیں، جس حد تک ممکن ہو، تعلیمات میں مضمر حکمت پیش کریں۔ اس کے علاوہ ایک شہری علاقے میں اداری ڈھانچے، خواہ سماجی ہو، سیاسی یا ثقافتی، بہت زیادہ پھیلے ہوئے اور تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں جن کے ساتھ کام کرنا محفل کو سیکھنا ہی ہوگا۔

بہآئی اداروں پر خدمت

28۔ ان صفحات میں آپ کے لئے ان ترقیات کو ثبت کرنے سے جنہیں ہم آئندہ پانچ سالہ منصوبے کے دوران امراللہ کے اداری کام میں دیکھنے کے خواہش مند ہیں، ہمیں اس سلسلے میں حضرت ولی عزیز کی بار بار دہرائی گئی خبرداریاں یاد آرہی ہیں۔ آپ نے بیان فرمایا تھا ''ہمیں اس بات پر توجہ مبذول رکھنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امراللہ کی اداری مشینری کی بہتری کے بارے میں اپنی فکرمندی میں ہم اس ملکوتی مقصد کو ہی نظروں سے اوجھل کردیں جس کے لئے یہ تخلیق کی گئی تھیں۔'' آپ نے بار بار تاکید سے دہرایا کہ بہآئی اداری مشینری، ''کوایک ذریعہ سمجھا جانا چاہیئے، اور بذاتِ خود ایک منزل نہیں''۔ آپ نے یہ واضح فرمادیا تھا کہ اسے درحقیقت ''ایک دوہرے مقصد کی خدمت کرنی ہے''۔ ایک طرف تو یہ ''ان خطوط پر جو ایک ہی وقت میں کشادہ، نپے

تلے اور عمومی ہیں' امراللہ کی ایک ''پائیدار اور بتدریج توسیع کو مدِ نظر رکھے'' ۔ اور دوسری جانب ''یہ پہلے سے حاصل شدہ کام کی اندرونی تحکیم کو یقینی بنائے ۔'' اور اپنی تشریح جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''اسے وہ جوشِ عمل فراہم کرنا ہی ہوگا جس کے ذریعے امراللہ میں مخفی قوتیں سامنے آسکیں ٹھوس شکل اختیار کریں (crystalize) اور لوگوں کی زندگیوں اور چال چلن کی صورتگری کریں اور ساتھ ہی اسے بہائی سماج کو تشکیل دینے والے متنوع عناصر کے مابین تبادلۂ خیال اور سرگرمیوں کے ارتباط کے ایک ذریعہ کے طور پر بھی کام کرنا ہوگا۔''

29۔ یہ ہماری پُرخلوص اور سنجیدہ امید ہے کہ، اگلے منصوبے کے دوران، مقامی سے لے کر ملی تک، ہر سطح پر بہائی تشکیلات کی صحت مندانہ اور ہم آہنگ ترقی کی ترویج کے لئے اپنی کوششوں میں آپ احباب کی اس بات میں مدد کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے کہ وہ دنیا بھر میں جو بڑھوتری کا نامیاتی عمل قوت رفتار پکڑ رہا ہے اس کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرسکیں ۔ اس امید کی برآوری، بڑی حد تک، اس بات سے معلق رہے گی کہ جن لوگوں کو ایسی خدمت کی دعوت دی گئی ہے، یہ لوگ خواہ محفل روحانی پر منتخب کئے گئے ہوں یا اس کی ایجنسیوں میں سے کسی ایک پر نامزد کئے گئے ہوں، خواہ انسٹی ٹیوٹ کوآرڈی نیٹر متعین کئے گئے ہوں یا آپ کے نائبین، وہ کس حد تک اس عظیم استحقاق کو پہچانتے ہیں جو ان کا ہے اور ان حدود کو سمجھتے ہیں جو یہ استحقاق ان کے لئے قائم کرتا ہے۔

30۔ امراللہ کے اداروں اور ایجنسیوں پر خدمت یقیناً ایک بہت بڑا استحقاق ہے لیکن یہ وہ مقام نہیں جس کی کوئی فرد جستجو کرے ؛ یہ تو ایک فرض اور ذمہ داری ہے جسے ادا کرنے کی خاطر کسی مرد یا عورت کو کسی خاص موقع پر بلایا جاسکتا ہے۔ یقیناً یہ بات قابل فہم ہے کہ وہ سب لوگ جو بہائی تشکیلات میں مصروف کار ہیں یہ محسوس کرنے میں حق بجانب ہونگے کہ انہیں یہ یکتا شرف بخشا گیا ہے کہ خواہ کسی طرح سے ہو وہ ایک ایسے ڈھانچے کا حصہ بن رہے ہیں جسے وہ ذریعہ بننے کے لئے تشکیل دیا گیا ہے جس سے ہو کر روحِ امراللہ گزرتی ہے۔ تاہم انہیں یہ تصور نہیں کرنا چاہئے کہ ایسی خدمت ان کے لئے یہ جواز فراہم کرتی ہے کہ وہ سیکھنے کے اس عمل کے کنارے پر ہیں جو ہر جگہ قوت رفتار حاصل کررہی ہے، اور وہ اس کی فطری ضرورتوں سے معاف ہیں ۔ نہ ہی یہ فرض کر لینا چاہئے کہ تشکیلاتی اداروں پر رکنیت یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ جو کچھ آثار مقدسہ میں موجود ہے ان کے بارے میں اور یہ کہ تعلیمات کو کیسے لاگو کیا جائے اس سلسلے میں آدمی خود اپنی سمجھ کو ترویج دے اور ذاتی ترجیحات جس طرف کہتی ہوں اسی طرف جامعہ کو موڑ دے ۔ محافل روحانی کے اعضاً کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت ولی عزیز نے تحریر فرمایا تھا کہ وہ ''لازماً اپنی پسند و ناپسند کی، اپنے ذاتی مفادات اور میلانات کی بالکل پرواہ نہ کریں، اور اپنے ذہنوں کو ان اقدامات پر مرکوز کریں جو بہائی جامعہ کے لئے فلاح و بہبود اور خوشی لانے میں مدد کریں اور عمومی بہتری کو ترویج دیں۔'' ہاں بہائی ادارے احباب کی راہنمائی کرنے کا اختیار استعمال کرتے ہیں، اور افراد اور جامعات کی زندگیوں میں اخلاقی، روحانی اور فکری اثر و رسوخ ڈالتے ہیں۔ تاہم، اس طرح کے کاموں کو اس احساس کے ساتھ انجام دینا چاہئے کہ بہائی تشکیلاتی شناخت میں پُرمحبت خدمت کی ایک روح و رسم سرایت ہے۔ اس انداز سے اختیار اور اثر و رسوخ کے قابل ہونے کا مطلب ان لوگوں کی طرف سے قربانی ہے جن کے ذمّے امراللہ کے امور کو منظم کرنا ہے۔ کیا حضرت عبدالبہآء ہم سے نہیں فرماتے کہ ''جب لوہے کا ایک ٹکڑا بھٹی میں ڈالا جاتا ہے، اس کی لوہے والی صفات یعنی سیاہ رنگت، سردی اور کرختگی، جو عالم انسانی کی صفات کی نشانیاں ہیں، چھُپ جاتی اور غائب ہوجاتی ہیں، جبکہ آگ کی امتیازی خصوصیات یعنی سُرخی، حرارت اور مائع پن، جو ملکوتی خوبیوں کی نشانیاں ہیں، اس میں واضح طور پر دکھائی دینے لگتی ہیں۔'' جیسا کہ آپ نے تاکید کی کہ ''اس معاملے میں یعنی نوع بشر کی خدمت کرنے میں اپنی یہ زندگیاں تک نچھاور کردو، اور جیسے جیسے تم اپنے ثمر ظاہر کرتے (yeild) جاؤ، مسرور رہو۔''

☆

31۔ محبوب دوستو: جیسا کہ آپ خوب جانتے ہیں، ہم یہ دیکھ کر بہت محظوظ ہوتے ہیں کہ آپ اور آپ کے معاونین، میدانِ تبلیغ کے صف اوّل میں خدمت کرتے ہوئے، ہر دل اور روح میں عشقِ الٰہی کی آگ کی پرورش کرنے، سکھلائی کو ترقی دینے، اور ایک ذمّے دار اور قابلِ ستائش اخلاق کی ترقی میں ان کی مدد کرنے کی ذمہ داریاں بھی پوری کررہے ہیں۔ جب شمالی امریکی بہائی جامعہ نے ملکوتی منصوبے کے الواح میں اسے جو ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں انہیں پوری کرنے کے غرض سے، اپنے پہلے سات سالہ منصوبے کا آغاز کیا تھا، تو حضرت ولی عزیز نے اس سرزمین کے احباب کے نام ایک کافی طویل

اور بہت زوردار خط، مؤرخہ 25 دسمبر 1938 تحریر فرمایا تھا جسے بعد میں ''ظہورِ عدلِ الٰہی''(The Advent of Divine Justice) کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ درپیش کام کی نوعیت کی تشریح کرتے ہوئے، یہ خط اس بات کا حوالہ دیتا ہے جسے حضرت ولی عزیز سب بہآئی مہمات کی کامیابی کے لئے روحانی شرائط بیان فرماتے ہیں۔ ان میں سے تین کی آپ نے نشاندہی فرمائی ہے کہ یہ ''سب سے لازمی اور بے حد ممتاز ہیں'': نیک چال چلن، ایک پاکدامن اور مقدس زندگی، اور تعصب سے آزادی۔ آج دنیا کی حالات کے پیشِ نظر، اگر آپ انکے اس بیان کے مطالب پر، بہآئی جامعہ کی اُس عالمگیر کوشش کے تناظر میں جو وہ کلسٹر کے بعد کلسٹر میں حضرت بہآء اللہ کے ظہور کی روح پھونکنے کے لئے کر رہا ہے، فکروتدبر کریں تو اچھا ہوگا۔

32۔ نیک چال چلن کا حوالہ دیتے ہوئے، حضرت شوقی آفندی نے ''عدل، منصف مجازی، سچائی، ایمانداری، غیر جانبداری، قابلِ اعتماد ہونا، اور امانتداری'' کے بارے میں کہا ہے کہ اسے ''بہآئی جامعہ کی زندگی کے ہر مرحلے کو ممتاز کرنا چاہیئے۔'' اگرچہ یہ اس کے سب ارکان پر قابلِ اطلاق ہے، لیکن آپ نے واضح فرمایا تھا کہ یہ شرط بنیادی طور پر اس کے ''منتخب نمائندگان، خواہ مقامی ہوں، علاقائی ہوں یا ملی'' کی جانب راجع ہے جن کی اخلاقی نیکی کو ''ان حوصلہ پست کر دینے والے اثرات جو بدعنوانی کے بوجھ تلے دبی ہوئی سیاسی زندگی اس قدر نمایاں طور پر ظاہر کرتی ہے'' کے بالکل برعکس نمایاں ہونا ہی ہوگا۔ حضرت ولی عزیز نے ایک ''عجیب طور پر بدنظمی کی شکار دنیا'' میں ''غیر متزلزل انصاف کے ایک پائیدار احساس'' کی دعوت دی ہے اور احباب کی نظروں کو ایمانداری اور امانتداری کے اعلیٰ ترین معیارات پر جماتے ہوئے، حضرت بہآء اللہ اور حضرت عبدالبہآء کی مقدس تحریروں سے بہت زیادہ حوالہ دیا ہے۔ آپ نے مؤمنین سے اپنی زندگیوں کے ہر پہلو میں نیک چال چلن اپنانے کی اپیل کی ہے یعنی اپنے کاروباری لین دین میں، اپنی گھریلو زندگیوں میں، ہر طرح کی ملازمتوں میں، ہر اس خدمت میں جو وہ امر اللہ اور اپنے لوگوں کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اور یہ بھی اپیل کی ہے کہ وہ اس کے شرائط پر امر اللہ کے قوانین اور اصولوں کی اپنی غیر مشروط پیروی میں بھی عمل کریں۔ یہ واضح ہے کہ ان درمیانی سالوں کے دوران، جوں جوں ریاست کاری (statesmanship) کا تصور ہی معنی سے خالی ہوتا چلا گیا، جوں جوں پالیسیاں اس طرح بننے لگیں کہ ترقی کے نام پر یہ صرف چند لوگوں کے معاشی مفادات کی خدمت گزار ہوگئیں، جوں جوں مکّاری کو سماجی اور معاشی ڈھانچوں کی کارکردگی میں دخل اندازی کی اجازت دی جاتی رہی، ہر جگہ سیاسی زندگی ایک خطرناک رفتار سے خراب ہی ہوتی رہی ہے۔ اگر واقعی احباب کو امر اللہ کے اعلیٰ معیارات کو سربلند رکھنے کے لئے ایک بڑی کوشش کی ضرورت ہو، تو ایک ایسی دنیا میں جو بے ایمانی کو نوازتی ہے، بدعنوانی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، اور جو سچائی کو ایک ایسی جنس کے طور پر لیتی ہے جس پر مول تول ہو سکے کتنی بڑھ کر محنت کرنی پڑے گی۔ وہ ابتری جو معاشرے کی بنیادوں کو خطرے میں ڈال رہی ہے بڑی سنگین ہے، اور ان سب لوگوں کے ارادے کو بہت غیر متزلزل ہونا چاہیئے جو بہآئی سرگرمی میں مصروف ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ذاتی مفاد کا شائبہ تک ان کے فیصلے کو دھندلا دے۔ ہر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے کوآرڈی نیٹروں کو، ہر ایریا ٹیچنگ کمیٹی کے ارکان کو، ہر عضو ہیئت معاونت کو، اور ان کے مساعدین میں سے ہر ایک کو، ہر محلی، ریجنل یا ملی بہآئی ادارے کے تمام اعضا کو، خواہ وہ منتخب ہوں یا مقرر کردہ، حضرت ولی عزیز کی اس زوردار سفارش کی قدر کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے دلوں میں اس اخلاقی نیکی کے مطالب کے بارے میں غور کریں جسے آپ نے اتنی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ خدا کرے کہ ان کے اعمال ایک انتہائی مشکل صورتحال میں گھری ہوئی اور تھکی ہوئی انسانیت کے لئے اس کی اعلیٰ وارفع منزل اور اس کی موروثی شرافت کی ایک یاد آوری کا کام کر سکے۔

33۔ ایک باعصمت اور مقدس زندگی، ''اپنے ماخوذات یعنی عصمت، پاکیزگی، متوازن مزاجی، حسن اخلاق، اور شفاف ذہنیت'' کی اہمیت پر حضرت ولی عزیز کے براہ راست اور دوٹوک تبصرے آج بہآئی مہم کی کامیابی سے کم تعلق نہیں رکھتے۔ احباب کو ایک ایسی زندگی کی طرف پکارتے ہوئے جو ''ناشائستگیوں، بدچلنیوں، اور جھوٹے معیاروں سے پاک ہو، جنہیں ایک موروثی طور پر ناقص اخلاقی اصول برداشت کرتا، جاری رکھتا اور پروان چڑھاتا ہے''، آپ نے بڑی واضح زبان استعمال کی۔ ہمیں یہاں آپ کے لئے ایسے اثرات کے شواہد بیان کرنے کی ضرورت نہیں جو اس طرح کے ناقص اخلاقی اصول بحیثیت مجموعی پوری نوع بشر پر ڈال رہے ہیں؛ اس دھرتی کے دور ترین چپے بھی ان کی ترغیبات کے اسیر ہیں۔ تاہم پاکیزگی کے تصور پر ہم چند نقاط بیان کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ جوانوں کے دلوں اور دماغوں پر جو قوتیں کام کر رہی ہیں، جنہیں حضرت ولی عزیز نے سب سے زیادہ شدت سے اپنی اپیلیں جاری کی تھیں، واقعی بے حد فاسق (pernicious) ہیں۔ پاکیزہ اور باعصمت رہنے کی نصیحتیں محض ایک حد تک ہی ان کی اس

بات میں مدد کرسکیں گی کہ وہ ان قوتوں کی مزاحمت کرسکیں۔اس بارے میں جس بات کی قدر کی جانی چاہیئے وہ یہ ہے کہ جوان ذہن کس حد تک ان پسندیدگیوں سے متاثر ہوتے ہیں جوان کے والدین خود اپنی زندگیوں کے لئے کرتے ہیں، جب، چاہے کتنی ہی غیر ارادی طور پر کیوں نہ ہو،خواہ کتنی ہی معصومیت سے کیوں نہ ہو، یہ پسندیدگیاں دنیا کی خواہشات کو درست تسلیم (condone) کرتی ہیں یعنی اقتدار کے لئے اس کی توصیف،اس کی مقام کی پرستش، آشائشوں کے لئے اس کی محبت، غیر سنجیدہ کاموں سے اس کی وابستگی،اس کی تشدد کی عظمت سرائی،اور خواہشاتِ نفسانی میں اس کی مشغولیت۔اسے سمجھنا ہی ہوگا کہ وہ تنہائی اور ناامیدی جس کا اتنے سارے لوگ شکار ہیں ایک ایسے ماحول کی پیداوار ہے جس پر ہر چیز پر چھائی ہوئی مادیت پرستی حکمرانی کرتی ہے۔اوراس میں احباب کو حضرت بہآء اللہ کے اس بیان مبارک کے پیچیدہ اثرات کو سمجھنا ہی ہوگا کہ ''موجودہ نظام کو' لازماً'' لپیٹ لیا جانا ہوگا، اور اس کی جگہ ایک نیا نظام بچھانا ہوگا۔'' آج دنیا بھر میں ہر جگہ، جوانسال لوگ منصوبے کے پُرشوق حامیوں، اور امر اللہ کے پُرجوش محافظوں میں شامل ہیں؛ ہمیں یقین ہے کہ سال بہ سال ان کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔خدا کرے کہ ان میں سے ہر ایک پاکیزگی سے آراستہ ایک زندگی کی عنایتوں کو جان سکے اور پاکیزہ وسیلوں سے جو قوتیں جاری رہتی ہیں ان سے قوت حاصل کرنا سیکھے۔

34۔ حضرت ولی عزیز نے اس کے بعد تعصب کے موضوع کو واضح طور پر یہ کہتے ہوئے مخاطب فرمایا تھا کہ ''امر اللہ کی صفوں میں ''کسی قسم کی تقسیم یا فرق اس کے بنیادی مقصد، اصولوں اور معیاروں سے ہی اجنبی ہے۔'' آپ نے واضح فرمایا تھا کہ احباب کو ''مختلف نسل، طبقے، ذات اور رنگ کے لوگوں کے ساتھ اپنے معاملات میں تعصب سے مکمل آزادی' دکھانا چاہیئے۔پھر آپ نے مفصل طور پر نسلی تعصب کے خاص سوال پر بحث جاری رکھا ہے اور نشاندہی فرمائی ہے کہ ''جس نسلی تعصب کے زنگ آور اثرات نے امریکی معاشرے کی تار پود کو متاثر اور اس کے پورے سماجی ڈھانچے پرحملہ کر دیا ہے اور جسے، آپ نے زور دے کر فرمایا تھا کہ اس وقت، ''اپنی ارتقاٗ کے موجودہ مرحلے میں بہآئی جامعہ کو درپیش اہم ترین اور للکارنے والا مسئلہ تشکیل دینے والا تصور کیا جانا چاہیئے۔'' اس مخصوص للکار کے جواب میں امریکی قوم کے اور اس کے اندر ارتقاٗ پذیر بہآئی جامعہ کے اٹھائے گئے اقدامات کی قوتوں اور کمزوریوں سے آزاد، یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ ہر قسم کے تعصّبات مثلاً نسلی، طبقاتی، قبائلی، جنسی اور دینی عقائد پرمبنی نے اب بھی انسانیت کو اپنی مٹھی میں جکڑ رکھا ہے۔جبکہ یہ سچ ہے کہ، عوامی گفت وشنید کی سطح پر، ان جھوٹے عقائد کی تردید کے سلسلے میں بڑے لمبے قدم اٹھائے گئے ہیں جو کسی بھی قسم کے تعصب کو ابھارتے ہوں، یہ اب بھی معاشرے کے ڈھانچوں میں سرایت کئے ہوئے ہے اور باقاعدگی سے انفرادی شعور پر حاوی ہیں۔سب پر یہ واضح ہونا چاہیئے کہ عالمگیر منصوبوں کا جاری سلسلہ جس عمل کو حرکت میں لاتا ہے وہ اپنے اختیار کردہ انداز ہائے کار میں اور اپنے طریقوں میں، طبقہ یا دینی پس منظر کا خیال رکھے بغیر، ذات پات یا نسل کی سوچ کے بغیر، بلا لحاظ جنس یا مقام کے، ہر انسانی گروہ میں، قیام کرنے اور تہذیب وتمدن کی ترقی میں ہاتھ بٹانے صلاحیت بڑھانا چاہتا ہے۔ہم دعا کرتے ہیں کہ، جوں جوں یہ مسلسل سامنے آرہا، اس کی یہ صلاحیت ظاہر ہوسکے کہ نوع بشر نے اپنے بچپنے کے طویل دور میں ایک گروہ کے ذریعے دوسرے پر استبداد کے جو وسائل تیار کئے تھے انہیں ناکارہ بنادے۔

35۔ یقیناً ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ جڑا ہوا تعلیمی عمل ان روحانی حالات کو پروان چڑھانے میں مدد کر رہا ہے جس کا حوالہ حضرت ولی عزیز نے ''عدلِ الٰہی کا ظہور'' (The Advent of Divine Justice) میں دیا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سارے دیگر حالات کو بھی جن کے بارے میں آثارِ مقدسہ میں ذکر ہے کہ انہیں بہآئی جامعہ کی زندگی کو ممتاز کرنا ہی ہوگا ــ اتحاد کا ایسا جذبہ جسے احباب کو پرجوش کرنا ہی ہوگا، محبت کے وہ بندھن جنہیں انہیں باندھے رکھنا ہی ہوگا، میثاق پر ایسی ثابت قدمی جو انہیں قائم رکھے، اور تائید الٰہی کی قوت پر ان کا بھروسہ، ان میں سے محض چند ہیں۔یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس طرح کی بنیادی صفات کو خدمت کے لئے صلاحیت کی تعمیر کے حوالے میں رہتے ہوئے، ایک ایسے ماحول میں جو منظم عمل کی پرورش کرتا ہے، ترقی دی جاتی ہے۔اس ماحول کی ترویج میں اعضائے ہیئت معاونت اور ان کے مساعدین کو ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے دو بنیادی اصولوں کی اہمیت کو سمجھنا ہی ہوگا: ایک طرف یہ کہ حضرت بہآءاللہ کے ظہور کے ذریعے چال چلن کے جو اعلیٰ معیار قائم کئے گئے ہیں ان پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا؛ اسے کسی طرح بھی جھکایا نہیں جاسکتا اور سب کو اپنی نظر اس کی رفعت پر جمانی ہی ہوگی۔دوسری جانب اس بات کو تسلیم کرنا ہی ہوگا کہ، انسانوں کی حیثیت سے، ہم کامل ہونے سے بہت دور ہیں؛ ہر ایک سے جس بات کی توقع کی جاتی ہے وہ ہے روزانہ کی پُرخلوص کوشش۔خود پارسائی کے خیال کو

ترک کرنا ہوگا۔

☆

36۔ ایک پاکیزہ بہآئی زندگی کے روحانی شرائط کے علاوہ سوچ کی ایسی عادتیں ہیں جو عالمگیر منصوبے کی تہہ کشائی کو متاثر کرتی ہیں، اوران کی ترقی کی ثقافت کی سطح پر حوصلہ افزائی کی جانی چاہیئے۔ ایسے رجحانات بھی ہیں جن پر بتدریج قابو پانے کی ضرورت ہے۔ ان رجحانات میں سے بہت ساروں کو معاشرے میں عام طور پر رائج اندازہائے کار سے تقویت ملتی ہے جو بہآئی سرگرمیوں میں درآتے ہیں اور ایسا نہیں کہ یہ بالکل ہی بے جواز ہے۔ اس بارے میں احباب کو جن للکاروں کا سامنا ہے وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ انہیں معاشرے کی زندگی میں، اس کے تعلیمی پروگراموں سے مستفید ہوتے ہوئے، اس کی تجارت اور پیشوں میں کمال حاصل کرتے ہوئے، اس کے وسائل کو اچھی طرح استعمال کرنا سیکھتے ہوئے، اور خود کو علوم وفنوں کی ترقی میں لگاتے ہوئے، بڑھ چڑھ کر مشغول ہونے کے لئے پکارا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، انہیں امراللہ کے مقصد کو کہ، معاشرے کے اداروں اور عمل کو پھر سے نئی شکل میں ڈھالتے ہوئے، معاشرے کی کایا پلٹ پر اس پیمانے پر، جسے پہلے کبھی دیکھا نہیں گیا، اثرانداز ہوں، ہرگز نظر سے اوجھل نہیں ہونے دینا ہے۔ اس کی خاطر انہیں سنجیدگی سے فکروعمل کے موجودہ انداز سے آگاہ رہنا ہی ہوگا اور ایسا بغیر کم سے کم احساس برتری کے، بغیر کسی رازداری یا الگ تھلگ ہونے کے تاثر کے، اور بغیر معاشرے کے بارے میں ایک غیرضروری ناقدانہ رویہ اختیار کئے ہونا چاہیئے۔ ایسے چند خصوصی نکات ہیں جن کا اس بارے میں ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

37۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ احباب اس قدر احتیاط اور مسلسل کوشش کے ساتھ بیت العدل اعظم کے پیامات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جوں جوں وہ موصول شدہ ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر، اور تجربے سے سیکھنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں تو اس سے ابھرنے والی گفتگو کی سطح جاذب توجہ ہے۔ تاہم ہم اس بات کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ، ان علاقوں میں زیادہ پائیدار کامیابیوں کا رجحان ہے جہاں احباب ان پیامات کے ذریعہ پہنچائے گئے تصور کو پورے کا پورا سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ اکثر مشکلات وہاں سر ابھارتے ہیں جب فقروں اور جملوں کو حوالے سے باہر لے جایا جاتا ہے اور تنہا ٹکڑوں کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ امراللہ کے اداروں اور ایجنسیوں کو چاہیئے کہ وہ تجزیہ کرنے نہ کہ کم کرنے، معنی پر غور کرنے لیکن الفاظ پر بحث نہ کرنے، عمل کے نمایاں میدانوں کی شناخت کرنے لیکن ٹکڑوں میں نہ بانٹنے میں مؤمنین کی مدد کریں۔ ہمیں احساس ہے کہ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ معاشرہ زیادہ سے زیادہ نعروں کی صورت میں بولتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ احباب اسٹڈی سرکلوں میں پورے اور پیچیدہ خیالات کے ساتھ کام کرنے اور سمجھ حاصل کرنے کی جو عادت خود میں پیدا کررہے ہیں وہ سرگرمی کے مختلف دائروں میں پھیلائی جائے گی۔

38۔ پورے تصور کو سمیٹ کر ایک یا دو دلکش فقروں میں محدود کردینے کی عادت سے قریبی تعلق رکھنے والا یہ رجحان ہے کہ تضادات کو محسوس کیا جائے جبکہ درحقیقت کوئی تضاد ہے ہی نہیں۔ یہ لازم ہے کہ ایک ہم آہنگ کُل کی تشکیل کرنے والے خیالات کو ایک دوسرے کے مخالف نہ رکھا جائے۔ اپنی طرف سے لکھے گئے ایک خط میں حضرت شوقی آفندی نے خبردار کیا تھا: ''ہم پر لازم ہے کہ تعلیمات کو ایک عظیم، متوازن کُل کے طور پر لیں، دو مختلف مضبوط بیانات تلاش کرکے جن کے مطالب مختلف ہوں انہیں ایک دوسرے کے تناظر میں نہ دیکھیں، درمیان میں کہیں دونوں کو جوڑنے والی کڑیاں موجود ہوتی ہیں۔'' یہ دیکھ کر ہماری کتنی حوصلہ افزائی ہوئی ہے کہ جوں جوں منصوبے کی شرائط کی سمجھ میں اضافہ ہوتا گیا ہے ماضی کی غلط فہمیوں میں سے بہت سی دور ہوچکی ہیں۔ توسیع وتحکیم، انفرادی اقدام اور اجتماعی مہم، باطنی اخلاق کے نکھار اور بے غرض خدمت کے لئے وقف ہونا غرض بہآئی زندگی کے ان پہلوؤں کے درمیان ہم آہنگ تعلق کو اب بالکل تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ جاننا اسی قدر خوشی لاتا ہے کہ احباب محتاط ہیں کہ کہیں نئے تضادات کو ان کی سوچ میں سرایت کرنے کا موقع نہ مل جائے۔ وہ خوب آگاہ ہیں کہ ایک بڑھوتری کے پروگرام کے متنوع عناصر ایک دوسرے کو پورا کرنے والے ہیں۔ سرگرمیوں اور ان ایجنسیوں کو جو ان کی مدد کرتی ہیں ایک دوسرے کے مقابلے میں دیکھنے کا جو میلان عموماً معاشرے میں اس قدر عام ہے، اس سے جامعہ میں بچا جارہا ہے۔

39۔ آخر میں، ثقافت میں ایک نمایاں پیشرفت، ایک ایسی چیز جسے ہم نے خاص دلچسپی کے ساتھ دیکھا ہے، وہ عمل (process) کے پیرائے میں

سوچنے کی صلاحیت میں نمایاں اضافہ ہے۔ یہ بات کہ شروع سے ہی مؤمنین سے کہا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ اس واضح پراسیس کو محسوس کریں جوان کے کام کی نوعیت بیان کرتا ہے امراللہ کے پہلے منصوبوں سے متعلق حضرت ولی عزیز کے اولین ترین پیامات کو پڑھنے سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم، ایک ایسی دنیا میں جو، ایک ایسی ذہنیت کے ساتھ جو واقعات (events) کے پیدا کردہ توقع اور جوش وخروش کی خوگر ہونے کی وجہ سے، بڑھ چڑھ کر واقعات، یا پراجیکٹس کی ترویج پر مرکوز ہے، طویل مدت کام کے لئے ضروری لگن کی سطح کو برقرار رکھنا کافی کوشش کا تقاضہ کرتا ہے۔ بہآئی جامعہ کی توسیع وتحکیم کئی باہم بین العمل میں مصروف اعمال پر محیط ہے، جن میں سے ہر ایک نئے عالمی نظام کے بارے میں حضرت بہآء اللہ کے تصور کی طرف نوع بشر کی حرکت میں اپنا حصہ ادا کرتا ہے۔ کسی بھی ایک عمل سے متعلق لائحۂ عمل کبھی کبھار واقعہ کی تنظیم کی گنجائش پیدا کرتا ہے، اور وقتاً فوقتاً، سرگرمیاں ایک پراجیکٹ کا روپ دھار لیتی ہیں جس کا ایک واضح آغاز ومتعین انجام ہوتا ہے۔ تاہم اگر کسی عمل کی فطری تہہ کشائی پر واقعات کو تھوپ دیا جائے تو یہ اس کی صحت مند ارتقاٗ میں خلل انداز ہونگے۔ اگر کسی کلسٹر میں پراجیکٹس کو وہاں ظاہر ہوتے ہوئے پراسیسوں کے ماتحت نہ رکھا جائے تو وہ کم بار آور ہونگے۔

40۔ آپس میں بین العمل میں مصروف ایسے اعمال کی نوعیت کو، مجموعی طور پر، سمجھنا جو امراللہ کی توسیع وتحکیم لاتے ہیں منصوبے پر کامیابی سے عملدرآمد کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ اور آپ کے معاونین کو تشویق کی جاتی ہے کہ، اس طرح کی سمجھ کو آگے بڑھانے کی اپنی کوششوں میں، اس تصور کو ذہن میں رکھیں جو موجودہ عالمگیر مہم کی بنیاد کی تہہ میں ہے، اور درحقیقت ملکوتی منصوبے کے ہر مرحلے کے عین قلب میں ہے، یعنی، تین شرکاٗ کی ترقی کے ذریعے پیشرفت حاصل کیا جائے — فرد، ادارے، اور جامعہ۔ پوری انسانی تاریخ میں، ان تینوں کے درمیان بین العمل ہر موڑ پر مشکلات سے دہشت زدہ رہا ہے، جس میں فرد آزادی کے لئے آواز بلند کرتا رہا، ادارے اطاعت کا مطالبہ کرتے رہے اور جامعہ فوقیت کا دعویٰ کرتا رہا۔ ہر معاشرہ، ان تینوں کو آپس میں جوڑنے والے تعلقات کی تعریف ایک یا دوسری طرح سے بیان کرتا رہا جس نے استحکام کے ایسے ادوار پیدا کئے ہیں جو آپس میں ہنگاموں سے نتھی ہیں۔ آج تبدیلی کے اس دور میں، جوں جوں انسانیت اپنی اجتماعی بلوغ تک پہنچنے کی جدوجہد کرتی جارہی ہے، اس طرح کے تعلقات پر بلکہ بذات خود فرد، معاشرتی ادارے اور جامعہ کے تصور پر ہی جو بحرانیں حملہ آور ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ گنی نہیں جاسکتیں۔ اختیار کا عالمگیر بحران کافی ثبوت مہیا کرتا ہے۔ اس کے غلط استعمال اس قدر سنگین رہے ہیں، اور یہ اب اتنا گہرا شک اور نفرت پیدا کرتا ہے، کہ دنیا دن بہ دن ناقابلِ حکمرانی ہوتی جارہی ہے اور یہ ایک ایسی صورتحال ہے جسے سماجی بندھنوں کے کمزور پڑنے کا عمل مزید خطرے میں ڈال رہا ہے۔

41۔ حضرت بہآء اللہ کا ہر پیروکار جانتا ہے کہ آپ کے ظہور کا مقصد ایک خلقِ جدید کو وجود میں لانا ہے۔ جوں ہی ’’آپ کے لبوں سے پہلی پکار جاری ہوئی تو پوری مخلوق منقلب ہوگئی، اور وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور وہ سب جو دھرتی پر ہیں تہہ تک جھنجوڑ دیئے گئے۔‘‘ فرد، ادارے، اور جامعہ یعنی ملکوتی منصوبے کے تینوں بنیادی کرداروں کی، آپ کے ظہور کے براہ راست اثر کے تحت صورتگری ہورہی ہے، اور ہر ایک کا ایک نیا تصور، جو ایک ایسی انسانیت کے لئے مناسب ہے جو بلوغ تک پہنچ چکی ہے، ابھر رہا ہے۔ انہیں آپس میں جوڑنے والے تعلقات بھی ایک گہرے کایاپلٹ کے عمل سے گزر رہے ہیں، اور اس تہذیب کی تعمیر کرنے والی قوتوں کو وجود میں لارہے ہیں جو فقط آپ کے حکم سے مطابقت کے ذریعہ ہی جاری ہوسکتے ہیں۔ بنیادی سطح پر یہ تعلقات تعاون اور امداد باہمی (reciprocity) سے متعصف ہیں جو اس باہمی تعلق کے مظاہر ہیں جو کائنات پر حکمران ہے۔ پس یہ ایسا ہے کہ فرد اپنے ’’ذاتی مفادات اور خودغرضانہ سہولیات‘‘ کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے خود کو ’’سب کے مالک خدا کے خادموں میں سے ایک‘‘ دیکھتا یا دیکھتی ہے جس کی واحد خواہش اس کے احکام کی بجا آوری ہوتی ہے۔ پس یہ ایسا ہے کہ احباب یہ تسلیم کرلیتے ہیں کہ ’’جذبات کی دولت، خیر سگالی اور کوشش کی فراوانی‘‘ کا، اگر ان کا بہاؤ درست وسیلے کے ذریعہ نہ ہو تو، کم ہی فائدہ ہوگا، یہ کہ ’’فرد کی بے لگام آزادی کو باہمی مشورت اور ایثار کے ذریعہ قابو میں رکھنا چاہیئے‘‘، اور یہ کہ ’’پہل کرنے اور مہم کے جذبے کو عمل پیہم کی اعلیٰ ترین ضرورت اور عمومی بھلائی کے لئے بھرپور لگن کے ایک عمیق تر احساس کے ذریعہ تقویت پہنچانا ہی ہوگا۔‘‘ اور یہ ایسا ہے کہ سب آسانی سے ان میدانوں کو پہچاننے لگتے ہیں جن میں فرد اپنی پہل کا بہترین استعمال کرسکتا ہے اور وہ جو صرف اداروں کے دائرے میں آتے ہیں۔ احباب ’’دل وجان سے‘‘ اپنے اداروں کی ہدایات کی پیروی کرتے ہیں، تاکہ، جیسا کہ حضرت عبدالبہآء تشریح فرماتے ہیں، ’’چیزیں باقاعدگی سے اور خوب منظّم ہوں۔‘‘ یقیناً یہ کوئی اندھی اطاعت نہیں؛ یہ ایک ایسی اطاعت ہے جو ایک بالغ نسلِ انسانی کی نشاندہی کرتی ہے جو حضرت بہآء اللہ کے

عالمی نظام جیسے دوررس ایک نظام کے مطالب کو سمجھتی ہے۔

42۔ اوراس طرح کے روشن نفوس کی صفوں سے جنہیں اس قوی نظام کے اداروں پر خدمت کرنے کی دعوت دی جاتی ہے وہ حضرت ولی عزیز کے الفاظ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ’’ان کا کام حکم چلانا نہیں بلکہ مشورت کرنا ہے، اور مشورت کرنا بھی محض خود اپنے درمیان نہیں ، بلکہ جہاں تک ممکن ہو ان احباب کے ساتھ جن کی وہ نمائندگی کرتے ہیں۔‘‘ وہ ’’ہرگز یہ فرض‘‘ نہیں کر پائیں گے کہ ’’وہ ہیکلِ امراللہ کے مرکزی زیور ہیں، بنیادی طور پر صلاحیت یا قدر میں دوسروں سے برتر ہیں، اور تعلیمات اور اصولوں کے تنہا مروجین ہیں۔‘‘ وہ اپنے کام کی طرف ’’انتہائی عاجزی سے‘‘ اور ’’اپنے کھلے ذہن، اپنے بلند احساسِ انصاف اور فرض، احباب، امراللہ، اور نوع بشر کی بہبود اور ان کے مفادات سے اپنی بھرپور لگن سے وہ نہ صرف ان لوگوں کا اعتماد اور حقیقی حمایت اور احترام حاصل کرنے‘‘ کے لئے بڑھتے ہیں، ’’جن کی وہ خدمت کرتے ہیں بلکہ ان کی تعریف و توصیف اور حقیقی محبت بھی۔‘‘ اس طرح پیدا کئے گئے ماحول میں وہ ادارے جنہیں اختیار بخشا گیا ہے خود کو انسانی صلاحیت کی پرورش اور اسے بارآور اور قابل تعریف راستوں پر ظاہر کرنے کے وسائل کے طور پر دیکھتے ہیں۔

43۔ ایسے افراد اور ایسے اداروں سے بنا ہوا اسمِ اعظم کا جامعہ وہ روحانی طور پر تیار میدان بن جاتا ہے جس میں متحد اقدام میں قوتوں میں ضربی اضافہ ہوتا ہے۔ یہی وہ جامعہ ہے جس کے بارے میں حضرت عبدالبہاء تحریر فرماتے ہیں: ’’جب کوئی ارواح بڑھ کر سچّے مؤمنین کے درجے تک پہنچتی ہیں، تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایک روحانی تعلق حاصل کرلیں گی، اور ایسی لطف و کرم کا مظاہرہ کریں گی جو اس دنیا کی نہیں ہے۔ وہ سب کی سب ملکوتی پیار کی ایک خوشگوار ہوا کے جھونکے سے خوشی سے جھومنے لگیں گی اور ان کا وہ ملاپ، وہ تعلق، بھی ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ وہ روحیں جو خود اپنی ذات کو بالکل گمنامی میں ڈال دیتی ہیں، خود سے نوع بشر کی خامیاں دور کردیتی ہیں، اور خود کو انسانی غلامی کی زنجیر سے آزاد کرلیتی ہیں، وہ کسی قسم کے شک سے ماورائ یکتائی کے آسمانی نورانیتوں سے منوّر رہوں گی، اور سب کی سب اس دنیا میں جسے موت نہیں آتی حقیقی ملاپ حاصل کریں گی۔‘‘

44۔ جوں جوں زیادہ سے زیادہ مستعد نفوس امراللہ کو گلے لگاتے جائیں گے اور بڑی تعداد میں خود کو ان کے ساتھ جوڑ لیں گے جو پہلے ہی جاری عالمگیر مہم میں شرکت کررہے ہیں، توں توں فرد، اداروں اور جامعہ کی ترقی اور سرگرمی کو یقیناً سامنے کی طرف زبردست دھکا لگے گا۔ خدا کرے کہ مایوس انسانیت ان تینوں حامیوں کے مابین، حضرت بہآءاللہ کے پیروؤں کے ذریعہ، جو تعلقات ڈھالے جارہے ہیں، اجتماعی زندگی کا ایک نمونہ جو اسے اس کے اعلیٰ منزل کی جانب روانہ کرے گا، انہیں دیکھ سکے۔ روضہ ہائے مقدسہ پر یہ ہماری پُرشوق دعا ہے۔

بیت العدل اعظم